السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حد زنا کا بیان

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

فقہائے کرام نے کہا ہے کہ زنا کی حد لگاتے وقت حکمران یا اس کے نائب کا وہاں موجود ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اہل ایمان کی ایک جماعت کا وہاں حاضر ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ٢ ... سورة النور

"ان دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے۔"[1]

زنا ایک بڑا جرم ہے جس کا گناہ اور قباحت وشناعت بعض صورتوں میں مزید بڑھ جاتی ہے، مثلاً: خاوند والی عورت سے زنا کرنا یا محرم عورت سے زنا کرنا یا پڑوسی کی بیوی سے زنا کا ارتکاب کرنا، یہ بڑے قبیح گناہوں میں سے ہے

(1)۔ زنا بڑے بڑے جرائم اور معاصی میں شامل ہے کیونکہ اس سے اس نسب کا اختلاط ہوجاتا ہے جس کے سبب سے انسان کا تعارف ہوتا ہے اور جائز امور میں دوسروں کی مدد کرتا اور مدد لیتا ہے، نیز اس میں کھیتی اور نسل کی تباہی ہے۔ انھی قبیح نتائج کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے زنا کی زبردست سزا مقرر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ زنا کرنے والا اگر شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے اور اگر وہ کنوارہ ہو تو اسے سو کوڑے مارے جائیں، نیز کنوارے مرد کو ایک سال کے لیے جلاوطن بھی کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اس سے ایسے امراض پیدا ہوتے ہیں جو معاشرے کو تباہ کردیتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے رک جانے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ٣٢ ... سورة الإسراء

"خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔"[2]

یہی وجہ ہے کہ اس کی مذکورہ بالا سخت سزا مقرر فرمائی ہے۔

(3)۔ فقہائے کرام نے زنا کی تعریف یوں ہے کہ "فرج یا دبر میں بدکاری کا ارتکاب زنا کہلاتا ہے۔"

ابن رشد رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں: "زنا ہر اس وطی کو کہا جاتا ہے جس میں نکاح یا شبہ نکاح[3] نہ ہو یا ملک یمین (لونڈی) کا تعلق نہ ہو۔ اس تعریف پر علمائے کرام کا اتفاق ہے، البتہ اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ کس چیز کو شبہ قرار دے کر حد سے بری کردیا جائے۔"[4]

(4)۔ اگر زانی شادی شدہ عاقل وبالغ ہے تو اسے سنگسار کیا جائے گا حتیٰ کہ مرجائے، خواہ مرد ہو یا عورت۔ خوارج کے علاوہ ہر زمانے میں تمام علماء کا اس مسئلے میں اتفاق رہا ہے۔

(5)۔ رجم کی سزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ایک احادیث متواترہ سے ثابت ہے جو قولی اور فعلی دونوں قسم کی ہیں۔

(6)۔ رجم کا حکم قرآن مجید میں مذکورہ تھا، پھر اس کے الفاظ منسوخ ہوگئے اور حکم باقی ہے۔ کلمات قرآن یہ تھے:

"الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللهِ وَاللهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ"

"شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کردو، یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔"[5]

(7)۔ جب یہ ثابت ہوچکا ہے کہ رجم کی آیت قرآن مجید میں موجود تھی، پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی لیکن اس کا حکم ابھی باقی ہے، نیز سنت متواترہ اور اجماع سے بھی رجم ثابت ہے تو اب اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہی، البتہ خوارج کا گروہ اور ان کے موجودہ دور کے ہم خیال مصنفین اپنی خواہشات کے پجاری بن کر رجم کا انکار کررہے ہیں اور دلائل شرعیہ اور اجماع امت کو رد کررہے ہیں۔

(8)۔ شادی شدہ شخص جس کو زنا کے ارتکاب کی وجہ سے سنگسار کیا جائے گا، اس سے مراد وہ شادی شدہ ہے جس نے اپنی بیوی سے صحیح، شرعی نکاح کے ساتھ جماع کیا ہو، اس کی بیوی خوہ مسلمہ ہو یا کتابیہ اور دونوں میاں بیوی عاقل، بالغ اور آزاد ہوں۔ اگر ایک شرط بھی نہ ہوئی تو انھیں (میاں بیوی کو محصن) شادی شدہ نہیں کہیں گے۔ شرائط درج ذیل ہیں:

1۔ وطی فرج میں کی گئی ہو۔

2۔ شرعی نکاح کے بعد وطی کی گئی ہو۔

3۔ دونوں کامل ہوں، یعنی مرد اور عورت دونوں عاقل، بالغ اور آزاد ہوں۔

(9)۔ شادی شدہ کے ساتھ رجم کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ شادی ہوجانے کے بعد اس کو معلوم تھا کہ حرام شرم گاہوں سے کس طرح بچا جاسکتا ہے جبکہ شادی شدہ حرام کے ارتکاب سے مستغنی ہوتا ہے اور اپنے آپ کو زنا کی سزا سے دور رکھ سکتا ہے، لہذا بجمیع وجوہ سے اس کا عذر جاتا رہا اور بیوی کی صورت میں (اللہ کی نعمت) اس پر کامل ہوچکی ہے تو جس کی نعمت جس قدر عظیم ہوگی اسی قدر اس کا جرم بھی زیادہ گھناؤنا ہوگا تو پھر سزا بھی سخت ہوگی۔

(10)۔ اگر زنا کرنے والا غیر شادی شدہ ہو تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا ِائَةَ جَلْدَةٍ... ٢ ... سورة النور

"زنا کار عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔"[6]

تو گویا اس کی سزا شادی شدہ آدمی کی سزا (رجم) سے ہلکی ہے کیونکہ اس کے پاس ایک عذر ہے، اس لیے اسے رجم کرنے کے بجائے تمام بدن پر سو کوڑے مارنے کی سزا دی گئی اور اس سلسلہ میں کوئی رحم اور ترس سے کام نہ لیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الءاخِرِ... ٢ ... سورة النور

"ان دونوں پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمھیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیے اگر تمھیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔"[7]

اس آیت کے مطابق ایمان کا تقاضا ہے کہ دین میں پختگی اور استقامت ہو اور اس کے احکام کی تنفیذ میں بھرپور کوشش کی جائے۔

(11)۔ کنوارے مرد کو سو کوڑے مارنے کے بعد ایک سال کے لیے جلاوطن کردیا جائے۔ یہ حکم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور اسے جلاوطن بھی کیا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی زانی کو کوڑے مارے اور اسے جلاوطن کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ سَنَةٍ"

"کنوارہ مرد اور کنواری عورت زنا کریں تو (ان کی سزا سو) سو کوڑے ہیں اور (مرد پر) ایک سال کی جلاوطنی ہے۔"[8]

(12)۔ اگر زنا کرنے والا غلام یا لونڈی ہو تو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے لونڈیوں کے بارے میں فرمایا ہے:

فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ٢٥ ... سورة النساء

"جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں، پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو انھیں آدھی سزا ہے اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے۔"[9]

ایسے معاملات میں غلام اور لونڈی میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ قرآن میں جس سزا کا ذکر ہے وہ کوڑوں کی سزا ہے اگرچہ رجم کی سزا بھی قرآن میں مذکور تھی مگر اس کے لفظ منسوخ ہیں اور حکم موجود ہے۔

(13)۔ زانی غلام کو جلاوطنی کی سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ اس میں اس کے مالک کا نقصان ہے، نیز اس کے بارے میں کوئی شرعی نص بھی وارد نہیں ہوئی، حالانکہ لونڈی کے بارے میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"إِذَا زَنَتْ، فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا"

"جب زنا کا ارتکاب کرے تو اسے کوڑے مارو، اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو۔"[10]

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطنی کا تذکرہ نہیں کیا۔

(14)۔ وطی یا زنا میں شک وشبہ ہو تو ملزم پر حد لگانا واجب نہ ہوگا کیونکہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"ادْرَءُوا الْحُدُودَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ"

"(شکوک وشبہات ہوں تو) حسب طاقت مسلمانوں پر حدود جاری نہ کرو۔ "[11]

مثلاً: ایک شخص کسی عورت کو اپنی بیوی گمان کر کے صحبت کر بیٹھتا ہے یا اس نے کسی ایسے عقد و معاہدے کے ساتھ وطی کی جسے وہ جائز سمجھتا تھا، حالانکہ وہ ناجائز تھا یا اس نے ایسے نکاح کے بعد وطی کی جو نکاح مختلف فیہ تھا یا کوئی شخص زنا کی حرمت سے ناواقف تھا، مثلاً: وہ نو مسلم تھا یا دار الاسلام سے دور وہ کسی ایسی بستی میں رہتا تھا جہاں اسے زنا کی حرمت کا علم نہ ہو سکا یا کسی عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا تو اس پر حد نافذ نہ ہوگی۔

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہمارے علم کے مطابق تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ شکوک وشبہات کی موجودگی میں حد جاری نہ ہوگی۔ "

یہ شریعت اسلامی کی طرف سے سہولت و آسانی دی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شبہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی سے جرم سرزد ہونے میں اس کا قصد وارادہ شامل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَيسَ عَلَيكُم جُناحٌ فيما أَخطَأتُم بِهِ وَلٰكِن ما تَعَمَّدَت قُلوبُكُم وَكانَ اللَّهُ غَفورًا رَحيمًا ٥ ... سورة الاحزاب

"اور اس معاملے میں تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں لیکن تمہارے دل جس بات کا عزم کر لیں (تو وہ گناہ ہے) اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ "[12]

(15)۔ کسی شخص پر زنا کی حد قائم کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اس کا زنا کرنا واضح طور پر ثابت ہو۔ یہ ثبوت دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت سے حاصل ہو سکتا ہے:

1۔ وہ شخص خود ہی چار مرتبہ اقرار واعتراف کر لے جیسا کہ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حدیث میں وارد ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر چار مرتبہ زنا کا اعتراف کیا۔ اگر یہ اعتراف چار مرتبہ سے کم کافی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اسی وقت حد نافذ کر دیتے جب اس نے پہلی مرتبہ اعتراف کر لیا تھا۔

صحت اقرار کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ وطی کی حقیقت کو وضاحت سے بیان کرے۔ اپنے اقرار پر قائم رہے اور اس سے رجوع بھی نہ کرے حتیٰ کہ اس پر حد قائم ہو جائے۔ اگر اس نے زنا کرنے کی صحیح صورت اور اس کی حقیقت کو وضاحت سے بیان نہ کیا تو اس پر حد نہ لگے گی کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی مراد زنا کے علاوہ کوئی اور حرام فعل ہو جس پر زنا کی حد نہ لگتی ہو، چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارتکاب زنا کا اقرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت طلب کرتے ہوئے اس سے پوچھا: "تم نے بوسہ لیا ہوگا یا اسے چٹکی بھری ہوگی؟" اس نے کہا: نہیں، ایسا نہیں ہوا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بار بار واقعے کی وضاحت کی اور اقرار کیا حتیٰ کہ تمام احتمالات ختم ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حد قائم کرنے کا حکم دیا۔[13]

اگر اقرار کرنے والا حد قائم ہونے سے قبل رجوع کر لے تو اس پر حد قائم نہیں کی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار وضاحت طلب کرنا شاید اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ وہ رجوع کر لے، نیز جب وہ پتھر لگنے کی تکلیف کی وجہ سے بھاگا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوبَ فيتوب الله عليه"

"تم نے اسے کیوں نہ جانے دیا؟ شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا۔ "[14]

2۔ کسی کے زنا پر چار آدمی گواہی دے دیں تو اس پر حد جاری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَولا جاءو عَلَيهِ بِأَربَعَةِ شُهَداءَ

"وہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے؟"[15]

اور فرمان الٰہی ہے:

وَالَّذينَ يَرمونَ المُحصَنٰتِ ثُمَّ لَم يَأتوا بِأَربَعَةِ شُهَداءَ... ٤ ... سورة النور

"جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ پیش کریں۔ "[16]

نیز فرمان الٰہی ہے:

فَاستَشهِدوا عَلَيهِنَّ أَربَعَةً مِنكُم ١٥ ... سورة النساء

"ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو۔ "[17]

زنا میں چار آدمیوں کی شہادت اس وقت قبول ہوگی جب درج ذیل شرائط موجود ہوں:

1۔ چاروں اشخاص ایک ہی مجلس میں شہادت دیں۔

2۔ وہ زانی کے خلاف ایک ہی واقعے پر گواہی دیں۔

3۔ وہ واقعہ زنا کو اس طرح بیان کریں کہ کسی شک وشبے کا احتمال باقی نہ رہے کیونکہ کبھی کسی برے کام کو زنا کی طرح سمجھ لیا جاتا ہے، حالانکہ اس کام پر زنا والی حد نہیں لگتی، اس لیے ضروری ہے کہ وہ وضاحت سے صورت حال بیان کریں تاکہ کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

4۔ شہادت دینے والے معتبر ہوں۔ اس واقعے پر عورتوں یا فاسقوں کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

5۔ ان چار افراد میں کوئی ایسا شخص شامل نہ ہو جس کی شہادت قبول ہونے میں کوئی رکاوٹ ہو، مثلاً: کوئی اندھا وغیرہ ہو۔

اگر ان مذکورہ بالا شرائط میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ان سب گواہوں پر حد قذف لگائی جائے گی کہ انھوں نے اس پر تہمت لگائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَـٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَـٰنِينَ جَلْدَةً... ٤ ... سورة النور

"جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انھیں اسی (80) کوڑے لگاؤ۔" [18]

(16)۔ مذکورہ بالا شرائط کے مطابق گواہی مل جانے سے یا زانی کے اقرار کر لینے سے زنا کا جرم ثابت ہو جاتا ہے، اس پر علماء کا اتفاق ہے، البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ عورت کے حمل کے ظاہر ہونے سے زنا کا ثبوت مل جاتا ہے یا نہیں، مثلاً: ایسی عورت کا حاملہ ہونا جس کا خاوند نہ ہو یا مالک نہ ہو؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ایسی عورت پر حد جاری نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے اس پر جبر ہ کراہ ہوا ہو یا کسی شبہے کی بنیاد پر اس سے وطی کی گئی ہو۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ایسی عورت پر حد زنا لگے گی بشرطیکہ اس نے شبہے کا دعویٰ نہ کیا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہی مسلک خلفائے راشدین رضوان اللہ عنھم اجمعین کا تھا جو اصول شرعیہ سے مطابقت رکھتاہے۔ اہل مدینہ کا مذہب بھی یہی تھا اس لیے کہ کمزور احتمالات قابل اعتنا نہیں ہوتے۔" [19]

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسی عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا جو حاملہ ہو گئی تھی، حالانکہ اس کا کوئی خاوند تھا نہ مالک۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے جس میں قرینہ ظاہرہ پر اعتماد کیا گیا ہے۔" [20]

(17)۔ جس طرح زنا ثابت ہونے پر حد جاری ہوگی اسی طرح قوم لوط کا عمل کرنے والے شخص پر بھی حد نافذ ہوگی کیونکہ یہ بھی ایک خبیث اور قبیح جرم ہے اور فطرت سلیمہ کے مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے بارے میں فرمایا:

أَتَأْتُونَ الْفَـٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَـٰلَمِينَ ٨٠ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ٨١ ... سورة الاعراف

"(کیا) تم ایسا فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہاں والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو بلکہ تم تو حد ہی سے گزر گئے ہو۔" [21]

قوم لوط کے عمل کے حرام ہونے کی دلیل کتاب وسنت اور اجماع سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسا فحش اور حرام کام کرتے تھے جو ان سے پہلے دنیا کے کسی فرد نے نہیں کیا تھا۔ اس لحاظ سے وہ دنیا میں پوری انسانیت کے برعکس راستے پر گامزن تھے۔ نیز اس حرام فعل کے ارتکاب کی وجہ سے انھیں حدود الٰہی سے تجاوز کرنے والے، زیادتی کرنے والے مجرم قرار دیا اور اس قبیح وشنیع عمل کی وجہ سے ان پر ایسا سخت عذاب نازل کیا کہ ویسا عذاب کسی پر نازل نہ ہوا تھا۔ انھیں زمین میں دھنسا دیا گیا اور ان پر پکے پتھروں کی بارش کی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاعل اور مفعول دونوں پر لعنت کی ہے۔ [22]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "درست بات یہی ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں کو سزائے موت دی جائے گی۔ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کا یہی مسلک تھا۔ اس کے بارے میں کسی کا اختلاف بھی منقول نہیں، البتہ بعض کا خیال یہ ہے کہ انھیں بستی کی سب سے بلند دیوار پر چڑھا کر دھکا دے کر گرا دیا جائے اور پھر انھیں پتھر مار مار کر ختم کر دیا جائے۔" [23]

ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس لیے کہ اس (عمل قوم لوط کے مرتکب کو قتل کرنے) پر صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کا اجماع ہے، لہذا اسے قتل کرنے پر تو سب متفق ہیں، البتہ قتل کرنے کے طریقے میں اختلاف کرتے ہیں۔" [24]

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صحیح یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

"وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ"

"اور ہم نے ان لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسائے۔" [25]

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسے رجم کیا جائے گا وہ کنوارہ ہو یا شادی شدہ۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسے قتل کیا جائے کیونکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ"

"اگر تم کسی کو قوم لوط کا عمل کرتا پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو۔" [26]

(18)۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی فرج کے بجائے دُبر استعمال کرتا ہے تو وہ بھی قوم لوط جیسا کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَأتوهُنَّ مِن حَيثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوّٰبينَ وَيُحِبُّ المُتَطَهِّرينَ ٢٢٢ ... سورة البقرة

"تم ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" [27]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم فرماتے ہیں کہ آیت میں:

فَأتوهُنَّ مِن حَيثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ... ٢٢٢ ... سورة البقرة

سے مراد "عورت کی فرج ہے، دبر نہیں۔" جو شخص مقرر حد سے تجاوز کرے گا وہ احکام الٰہی میں زیادتی کرنے والا ہے۔ ایسا شخص سزا کے لائق ہے۔ اگر کوئی یہ کام مسلسل کرتا ہے تو اس کی بیوی کو چاہیے کہ وہ ایسے خبیث خاوند کو چھوڑ دے کیونکہ اس صورت میں اس کے ساتھ زندگی گزارنا ناجائز اور درست نہیں۔

حد قذف کا بیان

فقہاء رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قذف سے مراد کسی شخص پر زنا یا عمل قوم لوط کا الزام لگانا ہے جبکہ قذف کے لغوی معنی ہیں: "قوت کے ساتھ پھینکنا۔" پھر اسی سے یہ لفظ زنا یا عمل قوم لوط کی تہمت کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ قذف کا حرام ہونا کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذينَ يَرمونَ المُحصَنٰتِ ثُمَّ لَم يَأتوا بِأَربَعَةِ شُهَداءَ فَاجلِدوهُم ثَمٰنينَ جَلدَةً وَلا تَقبَلوا لَهُم شَهٰدَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الفٰسِقونَ ٤ ... سورة النور "جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ پش کرسکیں تو انھیں اسی (80) کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ لوگ فاسق ہیں۔" [28]

اس آیت میں دنیاوی سزا کا بیان ہے، یعنی اسی کوڑے اور اس کی شہادت کا مسترد کیا جانا، نیز اس کا فاسق، ناقص اور سافل وکمینہ ہونا بشرطیکہ وہ اپنا الزام ثابت نہ کرسکے اور جھوٹا ہو باقی رہی اخروی سزا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے:

إِنَّ الَّذينَ يَرمونَ المُحصَنٰتِ الغٰفِلٰتِ المُؤمِنٰتِ لُعِنوا فِى الدُّنيا وَالءاخِرَةِ وَلَهُم عَذابٌ عَظيمٌ ٢٣ يَومَ تَشهَدُ عَلَيهِم أَلسِنَتُهُم وَأَيديهِم وَأَرجُلُهُم بِما كانوا يَعمَلونَ ٢٤ يَومَئِذٍ يُوَفّيهِمُ اللَّهُ دينَهُمُ الحَقَّ وَيَعلَمونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الحَقُّ المُبينُ ٢٥ ... سورة النور

"جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا وآخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے (23) جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے (24) اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ حق وانصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے" [29]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وما ہن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق وأكل الربا وأكل مال اليتيم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات"

"ان سات کاموں سے بچو جو انسان کو ہلاک اور برباد کرنے والے ہیں۔۔۔ (ان میں سے ایک یہ ہے۔)

پاک دامن بھولی بھالی عورتوں پر زنا کا الزام لگانا۔" [30]

اہل اسلام کا اجماع ہے کہ قذف حرام ہے، نیز انھوں نے اسے کبیرہ گناہوں میں شامل کیا ہے۔

(1)۔ اللہ تعالیٰ نے قاذف (تہمت لگانے والے) کے لیے زبردست اور عبرتناک حد مقرر کی ہے، چنانچہ جب عاقل بالغ، بلا جبر واکراہ کسی پاک دامن شخص پر زنا یا قوم لوط کے عمل کا الزام لگادے گا اور وہ اس میں جھوٹا ثابت ہوا تو اس کے بدن پر اسی کوڑے مارے جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذينَ يَرمونَ المُحصَنٰتِ ثُمَّ لَم يَأتوا بِأَربَعَةِ شُهَداءَ فَاجلِدوهُم ثَمٰنينَ جَلدَةً... ٤ ... سورة النور

"جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو انھیں اسی (80) کوڑے لگاؤ۔" [31]

واضح رہے جس شخص پر الزام لگایا جائے وہ مرد ہو یا عورت دونوں صورتوں میں جرم یکساں ہے۔ آیت میں عورتوں کی جو تخصیص کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت جس واقعے کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ عورت پر الزام لگانے سے متعلق تھا، نیز اس لیے کہ عورتوں پر الزام لگانا نہایت قبیح وشنیع فعل ہے۔

(2)۔ قاذف۔ یعنی الزام لگانے والے کو سخت سزا کا مستحق اسی لیے قرار دیا گیا تاکہ مسلمانوں کی عزت کو رذیل لوگوں کے ہاتھوں پامال ہونے سے بچایا جاسکے اور زبانوں کو ایسے گندے الفاظ بولنے سے محفوظ رکھا جائے جو پاکباز

،مبرا لوگوں کی بے عزتی کردیتے ہیں، نیز اسلامی معاشرے کو بے حیائی اور بُرائی کے جراثیم کے پھیلنے سے بچایا جاسکے۔

(3)۔حد قذف اس شخص پر جاری اور نافذ ہوگی جو ایسے شخص پر تہمت لگائے جو آزاد، مسلمان، عاقل، پاک دامن اور بالغ یا قریب البلوغ ہو اور وہ جماع کر سکتا ہو۔

امام ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اہل علم کا اتفاق ہے کہ جس پر تہمت لگائی گئی ہے اس میں پانچ اوصاف جمع ہوں تب الزام لگانے والے پر حد لگائی جائے گی۔ بلوغت، آزادی، عفت، اسلام اور وہ جسمانی طور پر جماع کی قدرت رکھتا ہو۔ اگر اس میں مذکورہ اوصاف میں سے ایک وصف بھی کم ہو تو قاذف پر حد جاری نہ ہوگی۔"[32]

(4)۔"حد قذف" مقذوف (جس پر الزام لگایا گیا ہو) کا حق ہے اور وہ معاف کردے تو حد قذف نافذ نہ ہوگی، لہذا "حد قذف" کا نفاذ مقذوف کے مطالبے ہی پر ہوگا۔ اگر مقذوف قاذف کو معاف کردیتا ہے تو حد جاری نہ ہوگی، البتہ اس کے لیے تعزیر ضرور ہے تاکہ وہ دوبارہ ایسا جرم نہ کرے جو کہ نہ صرف حرام ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی لعنت اور دردناک عذاب کی دھمکی بھی دی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قاذف پر حد اسی وقت لگائی جائے گی جب مقذوف کا مطالبہ ہوگا۔"[33] اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

(5)۔جس نے کسی غیر حاضر (غائب) شخص پر زنا کا الزام لگادیا تو قاذف پر حد تب نافذ ہوگی جب مقذوف موقع پر موجود ہوگا اور وہ حد قذف لگانے کا مطالبہ کرے گا یا یہ ثابت ہوجائے کہ اس نے اپنی غیر حاضری کے باوجود قاذف کی سزا کا مطالبہ کیا ہے۔

(6)۔قذف کے الفاظ دو قسمیں ہیں:

1۔واضح الفاظ جو صرف قذف ہی پر دلالت کرتے ہیں۔ اس میں قاذف سے وضاحت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسے کسی کو کہا جائے: "اے زانی!اے قوم لوط کا فعل کرنے والے!

2۔کنایے کے الفاظ جس میں قذف کے علاوہ دوسرے فعل کا بھی امکان ہو۔ قاذف اپنے الفاظ کی جو وضاحت کرے گا وہی قبول ہوگی، جیسے کسی کو اے طواف!، فاجرہ عورت! اے خبیث عورت! وغیرہ کہہ کر پکارنا۔ ان الفاظ کو استعمال کرنے والے سے وضاحت طلب کی جائے گی۔ اگر وہ کہے کہ طوائف سے میری مراد وہ عورت ہے جو نافرمانی کے لیے بناؤ سنگھار کرتی ہے، فاجرہ سے میری مراد خاوند کی نافرمان ہے اور خبیثہ سے میری مراد بری طبیعت والی ہے تو قاذف کی یہ وضاحت قبول کی جائے گی، محض الفاظ بولنے سے قذف کی حد نہیں لگے گی کیونکہ شکوک وشبہات ہوں تو حد نہیں لگائی جاتی۔

(7)۔اگر کسی نے ایک گروہ پر یا اہل شہر پر زنا کا الزام لگایا تو اس پر حد قذف جاری نہ ہوگی بلکہ اس کے لیے تعزیر ہوگی کیونکہ اس نے قطعاً جھوٹ سے کام لیا ہے۔ ایسے ہی غلط الفاظ استعمال کرنے اور غلیظ گالی دینے کی وجہ سے اس پر تعزیر ہوگی اگرچہ مقذوف کا مطالبہ نہ بھی ہو کیونکہ یہ معصیت ہے جس میں تادیب لازم ہے۔

(8)۔جس نے کسی نبی پر زنا کا بہتان لگایا تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا کیونکہ اگر وہ مسلمان تھا تو وہ مرتد ہوگیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر قذف درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قذف ہے۔ ایسا قاذف مرتد کے حکم میں ہے۔"

آگے چل کر شیخ موصوف فرماتے ہیں: "اگر قاذف رجوع کرلے اور معافی مانگ لے اور مقذوف کو ابھی خبر نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ اس کا رجوع قبول ہوگا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس معاملے میں مختلف افراد کا حکم مختلف ہے۔ اکثریت کی رائے ہے کہ مقذوف کو خبر ہوجائے تو رجوع درست نہیں ورنہ صحیح ہوگا، البتہ قاذف مقذوف کے حق میں زیادہ سے زیادہ دعا واستغفار کرے۔"

اس مضمون سے واضح ہوا کہ زبان کے بہت خطرات ہیں اور زبان پر جاری ہونے والے الفاظ قابل مواخذہ ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"وَہَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوہِہِمْ أَوْ عَلٰی مَنَاخِرِہِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِہِمْ"

"کئی لوگ اپنی زبانوں پر جاری کیے ہوئے الفاظ کی وجہ سے جہنم میں الٹے ڈالے جائیں گے۔"[34]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا یَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَیْہِ رَقِیبٌ عَتِیدٌ ۱۸ ... سورۃ ق

"(انسان) منہ سے جو لفظ بھی نکالتا ہے وہ لکھنے کے لیے اس کے پاس ایک نگران (فرشتہ) تیار ہوتا ہے۔"[35]

انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے، تول کر بولے، سچی اور پکی بات کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّہَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِیدًا ۷۰ ... سورۃ الاحزاب

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔"[36]

---

[1]۔النور 2/24۔

[2]۔بنی اسرائیل 17/32۔

[3] ۔ مثلاً: اس انداز سے نکاح کیا کہ اس میں لازمی شرائط موجود نہ تھیں یا لاعلمی کی وجہ سے اس عورت سے نکاح کر لیا جس سے نکاح کرنا جائز نہ تھا۔ (صارم)

[4]۔ بدایۃ المجتہد 2/769۔

[5]۔ سنن ابن ماجہ الحدود باب الرجم حدیث 2553 البتہ "نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" کے لیے دیکھیں: مسند احمد 5/132۔

[6]۔ النور 2/24۔

[7]۔ النور 2/24۔

[8]۔ صحیح مسلم الحدود باب حد الزنی حدیث 1690 وسنن ابی داود الحدود باب فی الرجم حدیث 4415 وسنن ابن ماجہ الحدود باب حد الزنا حدیث 2550 واللفظ لہ۔

[9]۔ النساء 4/25۔

[10]۔ صحیح بخاری البیوع باب بیع العبد الزانی حدیث 2153۔

[11]۔ (الضعیف) جامع الترمذی الحدود باب ماجاء فی درء الحدود حدیث 1424 وسنن ابن ماجہ الحدود باب الستر علی المومن ودفع الحدود بالشبہات حدیث 2545۔

[12]۔ الاحزاب 5/33۔

[13]۔ صحیح البخاری الحدود هل یقول الامام للمقر۔۔۔؟ حدیث 6825، 6824، وصحیح مسلم الحدود باب من اعترف علی نفسہ بالزنی حدیث (16)۔ 1691۔

[14]۔ سنن ابی داود الحدود باب رجم ماعز بن مالک حدیث 4419۔

[15]۔ النور 13/24۔

[16]۔ النور 4/24۔

[17]۔ النساء 4/15۔

[18]۔ النور 4/24۔

[19]۔ مجموع الفتاویٰ 28/334۔

[20]۔ الطرق الحکمیۃ لابن القیم مقدمۃ ص 28۔

[21]۔ الاعراف 81، 7/80۔

[22]۔ جامع الترمذی الحدود باب ماجاء فی حد اللوطی حدیث 1456 البتہ حدیث میں قوم لوط والے عمل پر لعنت موقوفاً وارد ہوئی ہے۔

[23]۔ مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ 28/334۔ 335۔

[24]۔ المغنی والشرح الکبیر 10/158۔

[25]۔ الحجر 15/74۔

[26]۔ سنن ابی داود الحدود" باب فیمن عمل عمل قوم لوط" حدیث 4462۔

[27]۔ البقرۃ: 2/222۔

[28]۔ النور 4/24۔

[29]۔ النور 24/23۔ 25۔

[30]۔ صحیح البخاری الوصایا باب قول اللہ تعالیٰ: (إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا) (النساء 4/10) حدیث: 2766۔

[31]۔ النور 4/24۔

[32]۔ بدایۃ المجتهد2/783۔

[33]۔ مجموع الفتاویٰ34/185۔

[34]۔ جامع الترمذی الایمان باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ حدیث 2616 ومسند احمد 5/231۔

[35]۔ ق 50/18۔

[36]۔ الاحزاب 33/70۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

حدود وتعزیرات کے مسائل: جلد02: صفحہ414